انسان خلاصۂ کائنات ہے

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی مدظلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
★
تلخیص از: جناب محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

قولہ تعالیٰ: وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

ترجمہ از حضرت حکیم الامت تھانویؒ: اور تمہاری جانوں میں بھی کیا اور کیا تم نہیں دیکھتے۔
ترجمہ از حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی: تمہارا نفس خود ایک کتاب ہے تم اسے پڑھو ــــــ

تشریح از حکیم الاسلام بقیۃ السلف حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم مہتمم اعلیٰ دارالعلوم دیوبند:- انسان عالم صغیر ہے۔ عالم کبیر کے جملہ نمونے اور نقشے اس میں موجود ہیں۔ چنانچہ غور کیجیے کہ عالم کائنات کی دو ہی قسمیں ہیں۔ عالم شاہد اور عالم غیب۔

عالم شاہد اجسام کا مجموعہ ہے جو آنکھوں سے مشاہدہ اور محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً دریا، پہاڑ، زمین، آسمان وغیرہ۔ انسان میں عالم شہادت بدن ہے۔ جس میں گوشت پوست، ہڈی، چمڑہ اور دیگر اعضاء بدن وغیرہ۔ پھر جیسے اس دنیا میں عالم شہادت کے دو حصے ہیں۔ سفلیات، جیسے زمین اور اس کے سبزہ زار، دریا، پہاڑ وغیرہ۔ علویات جیسے آسمان چاند سورج وغیرہ ایسے ہی انسان میں فوقانی حصہ جس میں قلب اور دماغ ہے۔ اس کے علویات ہیں۔ اور تحتانی حصہ جس میں مختلف حسی اعمال وحرکات کی قوتیں پوشیدہ ہیں مثلاً ہاتھ پاؤں، پیٹ پیٹھ وغیرہ یہ اسکے سفلیات ہیں۔ پھر جس طرح عالم انسانی کی بنیاد عناصر اربعہ آگ، ہوا، پانی اور مٹی کے مادوں پر ہے۔ بعینہٖ انسان میں انہی چار مادوں کے اثرات حرارت، برودت، یبوست اور رطوبت

کار فرما ہیں۔ پھر سفلیات میں عناصر اربعہ کی کار فرمائی کا جو رنگ ڈھنگ ہے وہی بجنسہٖ انسانی سفلیات میں بھی ہے مثلاً زمین ایک تودہ خاک ہے، ایسے ہی انسان کا پورا بدن ایک مشتِ خاک ہے۔ پھر جس طرح زمین ہموار نہیں بلکہ اس میں طول و عرض اور عمق سب کچھ ہی ہے۔ ایسے ہی انسان کا بدن ہے۔ پھر جسطرح زمین کھودو تو تری نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن کاٹنے سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جیسے زمین مختلف رنگوں کی ہے۔ سفید، سیاہ سرخ، زرد۔ ایسے ہی بدنِ انسانی میں بھی مٹی کے مختلف الوان موجود ہیں۔ سطح سفید ہے، مستور حصے جیسے زیر بغل کنج ران سیاہ ہے۔ چہرہ پر سرخی رہتی ہے۔ ہڈیوں کے جوڑ پہ کی کھال میں عموماً زردی نمایاں ہوتی ہے۔ پوری نوع بشر پہ نگاہ ڈالو تو ہر رنگ کا انسان نظر پڑتا ہے۔ مغربی انسان عموماً سفید، مشرقی اور افریقی سیاہ، ہندوستانی گندم گوں، چینی زرد اور عرب سرخ مائل ہوتے ہیں۔ پھر زمین کا کوئی حصہ صاف ستھرا ہے۔ جیسے تفریح گاہ اور کوئی گندہ جس پہ کوڑیاں پڑتی ہیں۔ ایسے ہی انسان کا لطیف اور صاف ستھرا حصہ چہرہ اور ہاتھ ہے۔ جسے عزت سے چومتے ہیں اور گندہ حصہ زیر بغل یا اعضاء نجاست ہیں۔ غرض مٹی اور اسکی مخصوص صفات و کیفیات انسان میں سب موجود ہیں۔ پھر جیسے سارے عالم میں آگ اور برقی رَو دوڑ رہی ہے۔ بعینہٖ انسانی بدن میں حرارت اور آگ پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایسی حرارت عزیزی و طبعی پہ انسانی زندگی قائم ہے۔ پھر جیسے مٹی پتھر اور لوہے کے آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ ایسے ہی انسانی ران یا ہاتھ کے آپس میں رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ پھر جیسے آگ درحقیقت فیض ہے علویات یعنی سورج کا یعنی سورج نہ ہو تو پتھر بھی ریت ہو کر بہہ جائیں۔ ایسے ہی انسانی بدن میں حرارت اس کے علویات یعنی قلب اور دماغ کا فیض ہے۔ قلب ہی حرارتِ عزیزی تیار کرتا ہے۔ اگر قلب یہ حرارت نہ بھیجے تو بدن جھڑنے لگے۔ اور قلب ہی نہ ہو تو ساری اقلیم مردہ بن کر ختم ہو جائے۔

پھر یہ پانی جیسے زمین کے گوشہ گوشہ میں سمایا ہوا ہے ایسے ہی انسانی بدن میں رطوبات اور پانی کی تری بصورت خون رچی ہوئی ہے۔ پھر جیسے عالم میں چشمے جاری ہیں۔ کوئی بڑا دریا ہے، کوئی چھوٹا۔ ایسے ہی انسانی بدن میں بڑی اور چھوٹی رگیں گویا دریا ہیں۔ پھر جیسے زمین میں نہریں، ندی نالے، پانی کے ڈونگرے۔ مثلاً تالاب ہیں۔ ایسے ہی انسانی بدن میں وہ رطوبات کا پانی رہتا ہے۔ پھر جیسے زمین میں شیریں نمکین اور شور مختلف قسم کے چشمے ہیں ایسے ہی انسانی بدن

ہیں منہ سے آبِ شیریں اور آنکھوں سے شور چشمہ جاری ہے پتے سے کڑوا اور معدہ سے ترش پانی چلتا ہے۔ پھر جیسے دنیا میں حرارت و برودت کے غلبہ سے یا مقامی خصوصیات سے کہیں کا دریا رواں ہے کہیں کا جما ہوا ہے جیسے بحر منجمد شمالی اور بلغم وغیرہ منجمد چشمے ہیں۔ پھر جیسے کہیں گندہ پانی ہوتا ہے۔ انسان میں پیشاب یا سنک گویا گندہ پانی ہے جو گندی نالی سے بہتا ہے۔ پھر دنیا میں کہیں سرد چشمے ہیں۔ اور کہیں گندھک کا زور ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری ہیں۔ ایسے ہی انسان میں زبان سرد پانی کا چشمہ اور پیشاب گرم پانی کا چشمہ ہے۔ پھر دنیا میں مرج البحرین ایک مقام ہے، جسکا ایک حصہ شیریں اور دوسرا تلخ و شور ہے۔ ایسے ہی انسان کے دماغ کی حس مشترک میں شیریں چشمہ قوت ذائقہ اور نمکین چشمہ قوت باصرہ موجود ہے۔ پھر جسطرح دنیا میں برسات ہوتی ہے، ایسے ہی انسانی بدن میں پسینہ ہے۔ پھر جسطرح زمین ہی سے مانون بڑھ کر زمین پر ہی برسات ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کا بدن سے ہی پسینہ ٹپک کر بدن پر ہی برستا ہے۔

غرض پانی کی جملہ انواع انسان میں موجود ہیں۔ پھر جسطرح عالم کا ہر خلا ہوا سے پُر ہے ایسے ہی انسانی بدن کا ہر خلا ہوا سے بھرپور ہے۔ پھر جیسے زمین پر ہوائیں چلتی ہیں ایسے ہی انسان میں چلتی ہیں۔ زمین پر گرم اور سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ ایسے ہی انسان میں سانس کے ذریعہ جو ہوا اندر جاتی ہے۔ وہ سرد ہے اور جو ہوا باہر نکلتی ہے وہ گرم ہے۔ پھر جیسے ہوائیں صاف بھی ہوتی ہیں اور متعفن بھی۔ ایسے ہی انسان میں ڈکار آتی ہے۔ تو خوشبودار ہوتی ہے۔ اور خروج ریاح ہوتا ہے۔ تو بدبودار۔ پھر جیسے زمین پر آندھیاں چلتی ہیں، ایسے ہی زیادہ دوڑنے سے انسان کا سانس اکھڑ جاتا ہے۔ پھر جیسے زمین پر حبس اور گھٹن ہونے سے انسان کا دل گھبراتا ہے۔ اور پریشان ہوتا ہے۔ ایسے ہی ریاح بند ہونے کے وقت حالت ہوتی ہے۔ پھر جیسے زمین کے خلاؤں میں سے اگر ہوا کھینچ لی جائے تو سارا عالم ختم ہو جائے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں سے سانس کھینچ لی جائے تو اقلیم تن بھی ختم ہو جائے۔ غرض ہوا کی جملہ انواع انسان میں موجود ہیں۔

جمادات میں ہڈیوں کا سلسلہ گویا پہاڑ ہیں جن میں سے پہاڑوں کیطرح کوئی چھوٹی ہے کوئی بڑی۔ پھر جسطرح پہاڑوں پر مٹی جمی ہے ایسے ہی اقلیم بدن پر گوشت چڑھا ہے۔ پھر پہاڑوں کے بعض خطے گرم ہیں، بعض سرد۔ ایسے ہی انسانی بدن کے مستور حصے گرم ہیں۔ اور سطح بدن کے تمام نمایاں حصے سرد۔ پھر پہاڑوں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی جاتی ہے اور بعض سے کراہت

کی جاتی ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن میں چہرہ مہرہ کی ادب سے پیشانی چومی جاتی ہے۔ اور بعض حصوں کو دیکھنا شرعاً وعقلاً ننگ وعار سمجھا جاتا ہے۔ پھر زمین کے بعض حصوں کو دیکھنے کی قوت ہے لیکن ایسا کرنا عیب سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی انسانی بدن کے بعض حصوں کو دیکھنا (مثلاً، پیٹھ وغیرہ) حماقت ہے۔ پھر جیسے پہاڑ پر نباتات اُگتے ہیں، ایسے ہی انسانی بدن پر بال اُگتے ہیں۔ پھر جسطرح زمین پر کہیں گھنا جنگل ہے کہیں جھنڈ۔ ایسے ہی انسانی بدن کے چہرہ اور سر پہ گھنے بال بال ہیں۔ اور عام بشرہ بدن پر چھدید ہیں۔ پھر جسطرح زمین پر بعض نباتات برابر بڑھتے اور نشو و نما پاتے رہتے ہیں اور بعض یکساں حالت پہ قائم رہتے ہیں۔ اسی طرح انسانی بدن میں سر، ڈاڑھی اور مونچھ وغیرہ کے بال برابر بڑھتے رہتے ہیں، لیکن بقیہ جلد بدن کا رواں یکساں رہتا ہے۔ پھر بعض جگہ زمین کے جھاڑ جھنکار کے صاف کئے بغیر زمین پر رونق نہیں آتی ایسے ہی انسانی بدن کے موئے بغل اور موئے زہار ہیں۔

پھر زمین کے بعض حصے قائم رکھنے سے زمین کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ اور ان کی تراش خراش سے زمین کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی بدن انسانی میں موئے ریش ہیں جن کے رکھنے سے انسان کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ نیز انکی اصلاح اور موئے شوارب کی تراش سے چہرہ کا حسن قائم ہوتا ہے۔ پھر جس طرح زمین کے مختلف قسم کے حیوانات کی بلد زمین کی رطوبات ہیں۔ ایسے ہی انسانی جہاں میں سر میں جوئیں، پیٹ میں کیچوے، معدے میں ریشانی کیڑے بدن کے خون کو چوستے اور بڑھتے ہیں۔ پھر جسطرح زمین کے فتر اور جگہ میں مختلف صورتوں کے حشرات الارض ہیں۔ ایسے ہی انسان کے بدن میں مختلف رنگوں کے جراثیم ہیں جو خوردبین سے نظر آتے ہیں۔

پھر جسطرح دنیا کے ہر خطہ کے جانور مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی انسانی بدن کے ہر حصہ میں نئی نئی تشکل وشمائل کے جراثیم ہیں۔ پھر جسطرح زمین کی مخلوقات زمین میں پیدا ہوکر مرکر زمین میں ہی دفن ہوجاتی ہیں۔ ایسے جراثیم بدن میں پیدا ہوکر مرتے اور بدن میں ہی دفن ہوجاتے ہیں۔ پھر جسطرح زلزلہ سے ساری زمین حرکت میں آتی ہے۔ ایسے ہی بدن میں دھڑ دھڑی آنے سے پورا بدن اچانک متحرک ہوجاتا ہے۔ پھر جسطرح زلزلہ کا سبب آتش فشاں پہاڑ کا پھٹنا کہاں جاتا ہے۔ یہاں بھی اندرونی گرمی بھڑکاہٹ یا پریشانی دل سے انسان کے پورے بدن میں دھڑ دھڑی آجاتی ہے۔ پھر جسطرح اقلیم عالم میں عناصر کے غلبہ سے غیر معتدل آثار پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً قحط سالی

آندھیاں، آگ برستا۔ ایسے ہی اقلیم بدن پر غیر طبعی آثار مثلاً بخار، زکام، سرسام اور خارش وغیرہ نمودار ہوتے ہیں۔ پھر جسطرح عقل و حکمت کی کمی اور شہوات و عفلات کی زیادتی سے انسان انسان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض دفعہ بحرانی مرض پیدا ہو جاتے ہیں، کہ انسان اپنے بدن کو نوچنے لگتا ہے۔ پھر جسطرح رعایا پر بادشاہ کی حکومت ہوتی ہے، اور وزراء، جنود و عساکر اس کے مددگار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی اقلیم بدن کا بادشاہ قلب ہے دماغ اور حواسِ خمسہ اس کے وزیر اور مشیر ہیں۔ معدہ خزانچی ہے۔ اور ہاتھ پیر جنود و عساکر ہیں — پھر جسطرح علویات میں چاند اور سورج روشن ہیں۔ بعینہٖ اقلیم بدن میں سر میں دو آنکھیں منور ہیں۔ پھر جسطرح ستاروں سے راستہ دکھائی دیتا ہے، یہاں دماغ میں غور و فکر کے نتائج اور نظریے ہیں جن سے انسان کو عمل کی راہیں ملتی ہیں۔

پھر جس طرح ستارے مادی تاثیرات پیدا کرتے ہیں۔ ایسے ہی دماغی فکر غم و مسرت پیدا کرتی ہے۔ پھر جسطرح آسمانوں کے اوپر غیب میں جنت ہے جس میں سوائے مسرت و اطمینان کے غم کا کہیں نشان نہیں، بعینہٖ انسان میں آثار فرح و مسرت اور بشاشت و طمانیت مثل جنت کے ہیں۔ جن میں مگن ہو کر نفس دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ پھر جسطرح غیب میں جہنم ہے، جہاں سوائے غم و تردد کے کسی خوشی کا نشان نہیں، ایسے ہی انسان کے باطن میں آثار مصائب و غم اور تشویشات مثل جہنم کے ہیں۔ پھر جیسے آسمانوں میں سب سے برتر اور فوق تر عرش ہے۔ جہاں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی تجلیات کا بلاواسطہ وود ورود ہے ایسے ایسے ہی فوقانی اشیاء میں انسان کا لطیفہ قلب ہے۔ جو تجلّی گاہ ربانی ہے۔ جس میں بلاواسطہ اسرار الٰہی متجلّی اور منکشف ہوتے ہیں۔

پھر جسطرح آسمان پر فرشتے محض خدمات انجام دیتے ہیں جن میں عصیان کا کہیں نشان نہیں ایسے ہی دماغ میں حواسِ خمسہ ملائکہ کی طرح خدمات انجام دیتے ہیں۔ پھر جسطرح عقلی عالم میں آسمان کے نیچے گمراہ شیاطین ہیں، جو حکم الٰہی کے سامنے نہیں جھکتے۔ ایسے ہی انسانی دماغ کے نیچے نفس ظلمانی ہے جو قلب کے اشاروں پر نہیں چلتا۔ بلکہ فانی اللذات میں منہمک ہو کر سارے اقلیم بدن کو تباہی میں ڈالتا ہے۔

دوسرا عالم، عالم غیب ہے، جو جسمانیت سے پاک ہے اور صرف دل کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ مثلاً ذات و صفات حق، ملائکہ، عالم اسرار غیب وغیرہ۔ انسان کا عالم غیب

روحِ انسانی ہے جس میں علم کے سرچشمے ہیں اور لطیفہ روح، معنویات و روحانیات اور الہیات کا مرکز ہے۔ گویا اس روح میں کمالاتِ باطن کے نمونے ہیں، جو اس کو ودیعت کئے گئے ہیں جسطرح ذاتِ بابرکات، مدبر و حکیم اپنی حکمت و قدرت سے سارے عالم کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر وہ ذرا توجہ ہٹالے تو سارا عالم درہم ہو جائے۔

اسی طرح روحِ انسانی بدنی کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر ذرا بھی اپنا رخ بدن سے پھیر لے تو اقلیم تن گل سڑ جائے۔ پھر جسطرح وہ مختلف رنگ جہانوں کیلئے ایک ہی مدبر ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح روح بھی انسانی بدن میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ پھر جسطرح وہ واحد قہار یقینی اور حتمی ہونے کے باوجود انسانوں سے اوجھل ہے اور بصری ادراک سے قاصر ہے۔ ایسے ہی روحِ انسانی ہے۔ پھر جیسے وہ خالقِ اکبر عالم کے ذرہ ذرہ میں سمایا ہے۔ اور ہر چیز میں اس کا جلوہ ہونے کے باوجود کوئی اشارے سے نہیں بتلا سکتا کہ ذرا ادھر یا ادھر۔ ایسے ہی روحِ انسانی رگ رگ میں سمائے ہونے کے باوجود کوئی نہیں بتلا سکتا کہ کس کونے میں بیٹھی ہے۔

پھر جسطرح حق تعالیٰ شانہٗ کو جو تعلق عرش سے ہے، وہ فرش سے نہیں جو بیت اللہ سے وہ عام جہان سے نہیں۔ چنانچہ اگر مقاماتِ مقدسہ پر آنچ آجائے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے۔ ایسے ہی انسانی روح کا سب سے زیادہ تعلق قلب سے ہے۔ پھر جسطرح حق تعالیٰ شانہٗ ملائکہ مقربین کو مامور فرماتا ہے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کے پاس حکمِ الٰہی لے کر اترتے ہیں۔ اسی طرح روحِ انسانی کی صفت بھی رشد و ہدایت ہے۔ پھر جس طرح ہر ادراک اور حواسِ خمسہ اس کے ملائکہ ہیں جنکی قوتیں دماغ میں پوشیدہ ہیں اور جن اعضاء کے ذریعہ یہ قوتیں نمایاں ہوتی ہیں وہ آنکھ، کان، ناک وغیرہ بمنزلہ انبیاء علیہ السلام کے ہیں۔

پھر جسطرح حق تعالیٰ کی گوناگوں صفات و کمالات ہیں، کسی نہ کسی خاص غلبہ کے تحت ہر نبی پر تجلی ہوتی ہے۔ ایسے ہی روح بھی اپنی کسی نہ کسی صفت سے ان کارکنوں پر متجلی ہے۔ اور ہر عضو آنکھ، کان، ناک اسکی ایک قوتِ احساس و ادراک کا مظہر ہے۔ پھر جسطرح حق تعالیٰ شانہٗ کی سب سے زیادہ جامع تجلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ اور آپؐ میں اگلوں اور پچھلوں کے تمام علوم و کمالات جمع کر دئیے گئے ہیں۔ ایسے ہی روح کی سب سے زیادہ تجلی قلب پر ہے۔ اور قلب مجمع العلوم ہے۔ حواسِ خمسہ میں ادراک و شعور کا فیض قلب ہی کا ہے۔ پھر جسطرح یہ مسلمہ

عقیدہ ہے کہ اور انبیاء علیہ السلام کی نبوت و معرفت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و معرفت سے مستفاد اور وابستہ ہے۔ ایسے ہی ان اعضاء حواس کا علم قلب کی قوت علم سے مستفاد اور وابستہ ہے اور قلب بالذات مدرک ہے۔ چنانچہ آنکھ، کان بند کرکے تنہا قلب تدبر و فکر کرتا ہے۔ اور ساری کائنات کے نقشہ کو عالم خیال میں دیکھتا ہے۔ اور حواس خمسہ کا محتاج نہیں۔ پھر جس طرح حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے حاکم اور جملہ ادیان کے ناسخ ہیں ایسے ہی قلب تمام اعضاء رئیسہ مرؤسہ پر حاکم اور ان کے علمی ذخیروں پر ناقد اور متصرف ہے کہ آنکھ نے صحیح دیکھا یا نہیں کان نے صحیح سنا یا نہیں۔ اور قلب کے علوم پر کوئی نقد و تبصرہ نہیں کر سکتے۔ جسطرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر کسی کو نقد و تبصرہ کا اختیار نہیں۔ پھر جسطرح کمالات خداوندی آپؐ کی ذات بابرکات پر اولاً اترتے، اسی طرح روح کا فیضان بھی اولاً قلب پر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ حیات و زندگی بھی پہلے قلب پر اترتی ہے۔۔۔۔

پھر جسطرح حضرات انبیاء علیہم السلام مخلوق کو راہ ہدایت دکھلا کر عمل کیلئے جبر و اکراہ نہیں کرتے۔ بلکہ عمل کی استعداد پیدا کرکے عمل کرنا لوگوں پر چھوڑ دیتے ہیں ایسے ہی روح انسانی اشیاء کے حسن و قبح دکھلا کر اعضاء بدن میں استعداد عمل کی قوت پیدا کرکے نفس کے ارادے پر چھوڑ دیتی ہے۔ اور عمل کے لئے نفس پر جبر و اکراہ نہیں کرتی۔

پھر جسطرح غذا کے اثرات بدن پر نمایاں ہوتے ہیں، اسی طرح روح اپنی تربیت سے اس کے (خیر و شر کے) ثمرات بدن پر نمایاں کر دیتی ہے۔ آخر میں بطور تبرک حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم کے الفاظ نقل کرتا ہوں۔ "غرض مبداء ہو یا معاد، نبوات ہوں یا احکام آخرت ہو یا سزا و جزا، حق تعالیٰ کے کمالات و صفات ہوں یا اشغال ان سب کے تمام ہی نمونے انسان کے عالم غیب یعنی روح میں موجود ہیں۔ اور یہ واضح ہو گیا کہ انسان ایک ایسی حقیقت جامعہ ہے کہ اکوان و اعیان کی ساری ہی حقیقتیں اور صورتیں اس میں جمع ہیں۔ الٰہیات اور مخلوقات کے سارے ہی نمونے اس میں موجود ہیں اور ہر انسان گویا ایک مستقل جہان ہے۔ جس میں ظلمانی اور نورانی، شیطانی اور رحمانی، مادی اور روحانی ساری ہی انموذج قائم ہیں ؎

آسماں ہاست در ولایت جاں　　کار فرمائے آسمان جہاں

در رہ روح پست و بالا ہست　　کوہ ہائے بلند و صحرا ہست

گویا انسان اس کا مصداق ہے۔ ؎

میں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں